Khawaja Haider Ali Aatish ki aur unki Shayeri

B.A Urdu (Gen), part-ii, paper-iv

خواجہ حیدر علی آتش کا شمارہ اردو کے شیریں کلام شعرا میں ہوتا ہے۔ان کی شاعری میں زبان کا حسن اور جذبے کی صداقت دونوں گھل مل جاتی ہیں اور یہی ان کی شاعری کا امتیازی وصف ہے جو انہیں صفِ اول کے شعرا میں لا کھڑا کرتی ہے۔اسی وصف کے تعلق سے ایک شعر میں خود کہتے ہیں۔

بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہی مرصع سازی ہے جس نے لکھنؤ کو دہلی سے ممتاز کر دیا۔لیکن آتش کی اہمیت اس میں ہے کہ مرصع سازی کے علاوہ بھی ان کی شاعری میں بہت کچھ ہے۔آتش کی شاعرانہ خصوصیت پر گفتگو کرنے سے قبل ہم مختصر طور پر ان کے سوانحی احوال و کوائف پر روشنی ڈالتے ہیں۔

آتش کا نام خواجہ حیدر علی تھا۔دہلی کے ایک صوفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ان کے والد دہلی سے آ کر فیض آباد میں بس گئے تھے۔یہیں حیدر علی کی ولادت ہوئی۔کم سنی ہی میں باپ کے سائے سے محروم ہو گئے اس لیے تعلیم جیسی ہونی چاہیے تھی، نہ ہو سکی۔بچپن میں اچھی طرح سے دیکھ بھال نہ ہونے کے سبب مزاج میں آزادہ روی پیدا ہو گئی تھی۔ سپاہیوں کے لڑکوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔اس لیے بچپن ہی میں تلوار چلانا سیکھ گئے تھے۔ہوش سنبھالا تو فیض آباد میں نواب محمد تقی خان بہادر کے یہاں تلوار بازوں میں ملازم ہو گئے۔پھر انہی کے ساتھ لکھنؤ چلے آئے۔

آتش جب لکھنؤ پہنچے تو یہاں ہر طرف شعر شاعری کا چرچہ تھا۔خود بھی شعر کہنے لگے مصحفی کی شاگردی اختیار کی۔ آتش کی تعلیم مکمل تو نہ ہوئی تھی لیکن شعر سے طبیعت کو مناسبت تھی۔پھر قسمت سے مصحفی جیسا استاد میسر آیا جس نے بہت ہی توجہ کے ساتھ شاگرد کی تربیت کی۔چھپا ہوا جوہر جلد ہی نمودار ہو گیا اور آتش کا ملانِ فن میں شمار کیے جانے لگے۔اس کے باوجود انہوں نے کسی سرکار، کسی دربار سے وابستہ ہونا پسند نہیں کیا۔آزادانہ و درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔مسجد میں چٹائی پر بیٹھے رہتے تھے اور اچھے اچھوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

آتش فقیرانہ زندگی گزارتے تھے۔جسم پر گیروے رنگ کا لمبا چوگا ہوتا تھا اور ہاتھ میں موٹا ڈنڈا۔کمر سے تلوار لٹکی رہتی تھی۔بھنگ پینے کے عادی ہو گئے تھے۔دنیا سے بے خبر عالمِ خیال میں کھوئے رہتے تھے۔

آتش کی شاعری میں رنگِ ناسخ کی جھلک نظر آتی ہے،یعنی زبان کی طرف زیادہ توجہ،صنائع کا اہتمام مضمون

آفرینی۔لیکن وہ مضمون کی طرف سے بھی غافل نہیں رہتے۔چناچہ ان کے دیوان میں بکثرت ایسے اشعار مل جاتے ہیں جو ان کی بلند خیالی کے گواہ ہیں۔تاہم آتش کے اشعار ناسخ کے کلام کی طرح جذبات واحساسات سے خالی نہیں۔ان کے مزاج میں جو بانکپن اور بے نیازی ہے وہ ان کے شعروں میں بھی جھلکتی ہے۔ان کے خیالات بلند اور زبان دلکش ہے۔چند اشعار بطور نمونہ کلام ملاحضہ فرمائیں۔

جہاں وکارِ جہاں سے ہوں بے خبر میں مست
زمیں کدھر ہے کہاں آسماں نہیں معلوم

زمینِ چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

نہ گورِ سکندر، نہ ہے قبرِ دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

Dr. H M IMRAN

Assistant Professor

Deptt. of Urdu

S S College, Jehanabad

Mobile no. 9868606178